سوال

(183)مذاکرہ علمیہ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جامع ترمذی ''باب ماجاء فی الصلوۃ خلف الصف وحدہ ،، کے تحت امام ترمذی نے حضرت وابصہ بن معبد کی حدیث دوطریق سے روایت کی ہےاوران میں سے ایک طریق کودوسرے پران الفاظ میں ترجیح دی ہے ''وہذا عندی أصح من حدیث عمروبن مرۃ ، لأنہ قدروی من غیر حدیث ہلال بن یساف عن زیادۃ بن الجعد عن وابصۃ ،،(رقم الحدیث : 230-1/446-447-448)اس وجہ ترجیح کی توضیح کی ضرورت ہے۔اس سے طریق اول کادوسرے پررجحان کیوں کرثابت ہوا؟ تحفۃ الاحوزی 1 195میں اس مقام کی توضیح نہیں کی گئی۔ احمداللہ رحمانی دمکا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بلاشبہ یہ مقام محتاج بسط وتوضیح ہے۔نہ معلوم حضرت شیخ نے اس سے کیوں نہیں تعرض فرمایا۔امام ترمذی کی بیان کردہ وجہ ترجیح کی تشریح وتوضیح سے پہلے ضرورت ہے کہ حدیث کی سند میں جوکچھ اختلاف ہے اسے بالتفصیل بیان کردیا جائے تاکہ یہ مقام پورے طورپرواضح ہوجائے۔

حضرت وابصہ کی یہ حدیث حسب ذیل پانچ طرق سے مروی ہے :

(1)ابوالأحوص عن حصین عن ہلال بن یساف عن زیادبن ابی الجعد عن وابہ بن معبد(ترمذی).

(2)سفیان الثوری عن ''عن ''عن ''عن '' مسنداحمد4/228).

(3)شعبۃ عن ''عن ''عن ''عن '' احمد4/228).

(4)ابن عیینۃ عن ''عن ''عن ''عن '' بیہقی3/104).

(5)عبشر بن القاسم عن ''عن ''عن ''عن ''

دارمی(1290)1/237،ابن حبان(1296-1297)3/311

(1) عبداللہ بن ادریس عن حصین عن ہلال بن یساف (من غیر واسطۃ زیاد بن ابی الجعد) عن وابصۃ بن معبد

(ابن ماجہ (1/321(1004).

الثوری عن ''عن'' ('' '') عن'' (بیہقی 3/104).

عن منصور '' ''('''') عن '' (ابن الجارود (319) ص 117

الأعمش عن شمر بن عطیۃ عن '' ('''') عن '' (احمد 4/228).

(3) عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ہلال بن یساف سمعت عمرو بن راشد عن وابصۃ بن معبد (احمد 4/228/327، طیالسی ابوداؤد 1/137 بیہقی، 3/104، ابن حبان 3/311، بزار).

(4) وکیع عن یزید بن ابی الجعد عن عمہ عبید بن ابی الجعد عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ بن معبد (احمد 4/228).

عبداللہ بن داود عن ''عن ''عن ''عن '' (دارمی 1/237، بیہقی 3/104، ابن حبان 3/311، بزار).

(5) عمر بن علی عن اشعث بن سوار عن بحیرین الأخنس عن حنش بن المعتمر عن وابصۃ (علل ابن ابی حاتم 1/1000(271)

پہلے اور دوسرے اور تیسرے طریق کے اختلاف کا ماحصل یہ ہے کہ :

ہلال ابن یساف کے تلامذہ کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ ہلال اور وابصہ صحابی کے درمیان واسطہ ہے یا نہیں؟ اور اگر واسطہ ہے تو وہ کون ہے؟

ہلال کے چار شاگردوں : (1۔ حصین 2۔ منصور۔ 3 شمر بن عطیہ 4۔ عمرو بن مرہ) میں سے ایک شاگرد حصین کے پانچ تلامذہ : الوالاحوص، سفیان ثوری، شعبہ، ابن عیینہ، عبثر اور ہلال کے چوتھے تلمیذ : عمرو بن مرۃ ہلال اور وابصہ کے درمیان واسطہ ذکر کرتے ہیں۔ لیکن حصین کے تلامذہ مذکورین واسطہ زیاد بن ابی الجعد کا بتاتے ہیں، اور عمر بن مرۃ واسطہ کا نام عمرو بن راشد بتاتے ہیں۔

اور حصین کے دو شاگرد : عبداللہ بن ادریس اور ثوری اور ہلال کے دوسرے اور تیسرے تلمیذ : منصور و شمر بن عطیہ کوئی واسطہ نہیں ذکر کرتے۔

''ہلال عن زیاد عن وابصۃ،، کے طریق کی تائید ''عبید بن ابی الجعد عن زیاد عن وابصۃ،، سے ہوتی ہو ہے، جس میں عبید نے وابصہ کی یہ حدیث اپنے بھائی زیاد کے واسطہ سے لی ہے۔

حدیث کی سند میں اس اختلاف کی وجہ سے بعض محدثین نے اس کو معلول اور مضطر کہہ دیا ہے۔ چنانچہ امام بیہقی معرفۃ السنن میں لکھتے ہیں : ''وإنما لم یخرجاہ صاحبا الصحیح لما وقع فی سندہ من الاِختلاف،، (نصب الرایہ 2/38)

اور حافظ بزار اپنی مسند میں لکھتے ہیں : ''اَمّا حَدِیثُ عَمرِو بنِ رَاشِدٍ، فَاِنّ عَمرَو بنَ رَاشِدٍ رَجُلٌ لَا یُعلَمُ حَدّثَ اِلّا بِہذَا الحَدِیث، وَلَیسَ مَعرُوفًا بِالعَدَالَۃِ، فَلَا یُحتَجُّ بِحَدِیثِہِ، وَاَمّا حَدِیثُ حُصَینٍ، فَاِنّ حُصَینًا لَم یَکُن بِالحَافِظِ، فَلَا یُحتَجُّ بِحَدِیثِہِ فِی حُکمٍ، وَاَمّا حَدِیثُ یَزِیدَ بنِ زِیَادٍ، فَلَا نَعلَمُ اَحَدًا مِن اَہلِ العِلمِ اِلّا وَہُوَ یُضَعِّفُ اَخبَارَہُ، فَلَا یُحتَجُّ بِحَدِیثِہِ، وَقَد رُوِيَ عَن شِمرِ بنِ عَطِیّۃَ عَن ہِلَالِ بنِ یَسَافٍ عَن وَابِصَۃَ، وَہِلَالٌ لَم یَسمَع مِن وَابِصَۃَ، فَاَمسَکنَا عَن ذِکرِہِ لِاِرسَالِہِ، انتہی (نصب الرایۃ 2/38).

اور حافظ درایہ میں 1 171 میں لکھتے ہیں : ''اخرجہ البزار وضعفہ،، انتہی.

اور بعض محدثین نے ترجیح کا مسلک اختیار کیا ہے ، چنانچہ امام ابو حاتم اور امام احمد نے ''عمرو بن مرۃ عن ہلال عن عمرو بن راشد عن وابصۃ ،، کے طریق کو ترجیح دی ہے فقد ذکر ابن ابی حاتم فی العلل 100/1 أنہ سأل أباہ عن روایتی حصین و عمرو بن مرۃ عن ہلال ، أیہما أشبہ ؟ قال : عمرو بن مرۃ أحفظ ،، انتہی ، وقال الدارمی فی سننہ (237/1) : وکان أحمد بن حنبل ، یثبت حدیث عمرو بن مرۃ ،، انتہی .

اور خود امام دارمی نے ''یزید بن زیاد عن عبید ابن ابی الجعد عن زیادۃ عن وابصۃ ،، کے طریق کو ترجیع دی ہے ۔ چنانچہ فرماتے ہیں : ''وأنا أذہب إلی حدیث یزید بن زیاد بن ابی الجعد ،، انتہی (سنن دارمی 237/1) اور امام ترمذی نے (1 448) ''حصین عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ ،، کو ارجح واضح بتایا ہے ، اور وجہ اصحیت یہ لکھی ہے : ''لأنہ قد روی من غیر حدیث ہلال بن یساف عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ ،، (448/1).

اس عبارت میں ''حدیث ،، کے اعراب میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ ''حدیث ،، کو ہلال بن یساف کی طرف مضاف کرکے من غیر حدیث ہلال بن یساف پڑھا جائے اس صورت میں ''روی ،، فعل مجہول کا مفعول مالم یسم فاعلہ ''عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ ،، ہوگا ۔ اور مطلب یہ ہوگا کہ ''حصین عن ہلال بن یساف عن زیاد عن وابصۃ ،، آیا ہے ، یعنی : زیادہ کو وابصہ کا شاگرد بتانے میں ہلال منفرد نہیں ہیں ۔ بلکہ بعض دوسرے رواۃ نے تابعی کا نام زیاد بتانے میں ہلال کی متابعت و موافقت کی ہے ، اور وہ متابع یزید بن زیاد بن ابی الجعد عن عبید بن ابی الجعد ہیں جیسا کہ گزرچکا ، اور ''عمرو بن راشد ،، کا واسطہ بتانے میں ''عمرو بن مرۃ عن ہلال ،، کا کوئی متابع نہیں ہے ۔ ابن حبان لکھتے ہیں : ''لیس ہذا الخبر مما تفرد بہ ہلال بن یساف ثم ذکر حدیث یزید بن زیاد عن عمہ عبید ابن أبی الجعد عن زیاد بن أبی الجعد عن وابصۃ ،، (الإحسان بترتیت صحیح ابن حبان (311/3).

دوسرا احتمال یہ ہے کہ ''حدیث ،، کو مضاف نہ کہا جائے ، بلکہ اس کو یوں منون پڑھا جائے لأنہ قد روی من غیر حدیث ہلال بن یساف عن زیاد عن وابصۃ . اس صورت میں ''روی ،، کا مفعول مالم یسم فاعلہ ''ہلال بن یساف ،، لخ ہوگا ۔ اور مطلب یہ ہوگا کہ کئی طریق سے عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ مروی ہے ۔ یعنی : ابو الاحوص جو تلمیذ ہیں حصین کے ، ہلال سے اوپر زیاد بن ابی الجعد ذکر کرنے میں متفرد نہیں ہے ۔ بلکہ ان کے چار متابع موجود ہیں : ثوری ، شعبہ ، ابن عیینہ ، عبثر بن القاسم ۔ اور اُدھر عمرو بن مرۃ اور ان کے تلمیذ شعبہ ، ہلال ، سے اوپر عمر بن راشد ذکر کرنے میں متفرد ہیں اور ان کا کوئی متابع موجود نہیں ہے ، اس دوسرے احتمال کی تائید زیلعی کی اس عبارت سے ہوتی ہے جس کو انہوں نے بحوالہ ترمذی نقل کیا ہے : ''وہو عندی أصح من حدیث عمرو بن مرۃ ، لأنہ روی من غیر وجہ عن ہلال عن زیاد بن عن وابصۃ۔ ،، (نصب الرایہ 38/2).

اور ظاہر ہے کہ جماعت کی روایت کو فرد کی روایت پر ترجیح ہوتی ہے کما تقرر فی موضعہ ، و نیز ثوری اور شعبہ میں اختلاف ہو تو ثوری کی روایت کی ترجیح ہوتی ہے ۔ و نیز شعبہ خود فرماتے ہیں ژ : ''سفیان أحفظ منی ،، و نیز خود شعبہ نے بھی ثوری کی موافقت کی ہے اور شعبہ کی کسی نے موافقت نہیں کی ہے ۔

اور بعض محدثین نے تطبیق کی صورت اختیار کی ہے اور سب طرق کو صحیح بتایا ہے ۔ زیلعی لکھتے ہیں : ''وَرَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ فِي " صَحِيحِهِ " بِالْإِسْنَادَيْنِ الْمَذْكُورَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: وَہِلَالُ بْنُ يَسَافٍ سَمِعَہُ مِنْ عَمْرِو بْنِ رَاشِدٍ وَمِنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ وَابِصَةَ فَالْخَبَرَانِ مَحْفُوظَانِ وَلَيْسَ ہَذَا الْخَبَرُ مِمَّا تَفَرَّدَ بِہِ ہِلَالُ بْنُ يَسَافٍ، ثُمَّ أَخْرَجَہُ عَنْ يَزِيدَ 4 بْنِ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَمِّہِ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَبِيہِ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ وَابِصَةَ، فَذَكَرَہُ ،، انتہی (نصب الرایہ 38/2).

اور ظاہر یہی ہے کہ یہ تمام طرق صحیح ہیں ان کے رواۃ ثقہ ہیں ۔ اور ہر طریق دوسرے کا موید ہے ۔ ان میں کوئی ٹکراؤ اور اضطراب موجب للضعف قادح فی صحۃ الحدیث موجود نہیں ہے ۔

صورت یہ ہوئی ہے کہ ہلال نے یہ حدیث پہلے عمرو بن راشد سے سنی اس کے بعد وابصہ سے زیاد بن ابی الجعد کی موجودگی اور حضور میں ملاقات کی ۔ عند الملاقات والا اجتماع زیاد نے اس حدیث کو ہلال سے اس حال میں بیان کیا کہ وابصہ سن رہے تھے ۔ کما یدل علیہ سند الحدیث عند الترمذی ، وہذا یرد علی قول البزار أن ہلال لم یسمع من وابصۃ وابصہ نے سن کر سکوت فرمایا ۔ ان کا یہ سکوت اقرار کے حکم میں ہوگیا ۔ اس طرح یہاں قراءۃ علی العالم اور عرض علی الشیخ کی صورت متحقق ہوئی جو تحمل حدیث کے انواع معتبرہ میں سے ہے گویا ہلال نے خود وابصہ سے یہ حدیث سن لی ۔ اسی لیے وہ بعض اوقات وابصہ سے بلاواسطہ زیاد روایت کرتے ہیں ۔ بہر حال یہ بلاواسطہ زیاد والی روایت بھی متصل ہے ، اور اس میں تدریس کا شائبہ نہیں ہے ۔ اسی چیز کی طرف امام ترمذی نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے : ''وفی حدیث حصین مایدل علی أن ہلالا قد أدرک وابصۃ انتہی ،، فروایۃ ہلال عن وابصۃ وروایۃ ہلال عن زیاد عن

وابصة کلتاہما بمعنی واحد

یاہلال نے پہلے زیاد کی موجودگی میں وابصہ سے ملاقات کی اور حدیث کو وابصہ کے حضور میں زیاد کی زبان سے سنا، پھر عمرو بن راشد سے بھی سنا۔

وقد صرح ہلال بسماعہ من عمرو بن راشد فی روایۃ ابی داوٗد الطیالسی، فہواسناد متصل ایضاً، وعمرو بن راشد قد وثقہ ابن حبان کما فی الخلاصۃ.

بنابریں ہلال کبھی عمرو بن راشد سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں، اور کبھی زیاد عن وابصہ سے، اس لیے کہ زیاد ہی اصل اپنی زبان سے حدیث بیان کرنے والے ہین، اور کبھی براہ راست وابصہ سے روایت کرتے ہیں، کیوں کہ زیاد کی تحدیث کے وقت وابصہ سماع فرمارہے تھے، اور سکوت کے ذریعہ حدیث کا اقرار کیا تھا، اور کبھی زیاد کی حدیث کو وابصہ کے حضور میں بیان کرنے کو نقل کردیتے ہیں، اور یہ سب صورتیں اپنی جگہ پر صحیح ہیں۔ اور تمام طرق ثابت اور محفوظ ہیں۔

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ زیاد کی طریق میں اختلاف سیاق رواۃ کے تصرف کا نتیجہ ہو۔ پھر اس کی تائید ''یزید بن زیاد عن عمہ عبید بن ابی الجعد عن زیاد بن ابی الجعد،، کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔ کما تقدم یہ سند بھی صحیح ہے۔ یزید کی امام احمد، ابن معین عجلی وغیر ھم نے توثیق کی ہے۔ اور عبید ثقہ تابعی ہیں ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ مذکورہ بالا توجیہ وتطبیق کو امام ابن حزم نے محلی (4 53،54) میں پسند کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں : ''وروایۃ ہلال بن یساف حدیث وابصۃ مرۃ عن زیاد بن ابی الجعد ومرۃ عن عمر بن راشد قوۃ للخبر، وعمرو بن راشد وثقہ أحمد بن حنبل وغیرہ،، انتہی – اور واضح ہو کہ مسند احمد کی روایت ''شمر بن عطیۃ عن ہلال عن وابصۃ،، بھی صحیح ہے۔ شمر کی توثیق ابن نمیر، ابن معین، نسائی، عجلی، ابن سعد وغیر ھم نے کی ہے۔ اور اصل حدیث کی تقویت کے لیے پانچویں طریق کو ذکر کرنا بے موقع نہ ہوگا اگرچہ وہ سنداً کمزور ہے۔ امید ہے اس مفصل تقریر سے یہ مقام حل ہوجائے گا۔

تنبیہ :

''لأنہ قد روی من غیر حدیث ہلال بن یساف عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ،، کے بعد جامع ترمذی مطبوعہ دہلی 1320ھ اور جامع ترمذی مطبوعہ بولاق مصر 1293ھ اور ترمذی متن تحفۃ الاحوزی میں یہ عبارت واقع ہے : ''حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ قالو،، واقع ہے اور یہ زیادۃ بے اصل ہے۔ نساخ کی غلطی سے اس کا اضافہ ہوگیا ہے۔ جامع ترمذی کے تین صحیح نسخے اس زیادۃ سے خالی ہیں :

(1) طبقۃ بولاق مصر 1292ھ ملک الشیخ احمد الرفاعی المالکی، وقد قرأالکتاب فیہا درسا وصححہا وضبطہا بخطہ 1311ھ.

(2) مخطوطۃ الشیخ عابد السندی محدث المدینۃ المنورۃ فی القرن الماضی، وقد قرأہا وصححہا بنفسہ فی سنۃ 1221ھ وہی من أصح النسخ.

(3) مخطوطۃ دار الکتب العربیۃ وتاریخہا 726.......کذا حققہ وذکرہ العلامۃ الشیخ احمد محمد شاکر القاضی الشرعی فی تعلیقہ علی جامع الترمذی.

(مصباح بستی/ ربیع الآخر 1471ھ)

مولانا کھنڈیلوی اور وجہ ترجیح طریق ہلال بن یساف عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ

ماہنامہ ''مصباح،، میں اس فقیر کے نام سے جن علمی اور غیر علمی استفسارات کے جوابات شائع ہورہے ہیں۔ وہ بالعموم بزمانہ ملازمت دارالحدیث رحمانیہ دہلی لکھے گئے ہیں۔ جواب مدیر ''مصباح،، کی خواہش پر نظر ثانی کے بعد ان کے پاس بھیجے جاتے ہیں۔ ان کے عنوانات وہ خود تجویز کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث وابصہ بن معبد کی سند میں اختلاف اور امام ترمذی کی بیان کردہ وجہ ترجیح سے متعلق استفسار کے جواب میں تحریر لکھی گئی ہے، اس کا عنوان ''مذاکرہ علمیہ،، مدیر ''مصباح،، کا اپنا قائم کردہ ہے۔

محترم مولانا عبدالجبار صاحب کھنڈیلوی محدث دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کو اس تحریر میں ''چند مسامحات،، نظر آئے، جن کی نشاندہی کے لیے آپ نے عربی میں ایک مقالہ تحریر فرما

کراشاعت کےلیے دفتر ''مصباح،، میں بھیج دیا، لیکن مدیر کوہدایت فرمادی کہ وہ اس کا بامحاورہ ترجمہ کردیں اور ''مصباح،، میں مع ترجمہ شائع کریں۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ اشاعت سے پہلے یہ مقالہ مجیب (عبیداللہ) کونہ دکھایا جائے، اگرکسی وجہ سے شائع نہ ہوسکے تو واپس کردیا جائے لیکن مجیب کوہرگزنہ دکھایا جائے۔ (اوکماقال) مقالہ عربی میں لکھنے اورمدیر ''مصباح،، کوترجمہ کرنے کی ہدایت فرمانے، اوراشاعت سے پہلے مجیب کونہ دکھائے جانے کوموکدہدایت کرنے کے کیا اسباب ہیں؟ یہ فقیر ان کو سمجھنے سے قاصر ہے، خدا کرے وہ مولانا کی علمی جلالت کے شایان شان ہوں۔

مدیر ''مصباح،، نے اپنی پریشانیوں کی وجہ سے ترجمہ سے معذوری ظاہر کرتے ہوئے مقالہ واپس کردیا، بڑی خوشی ہوتی اگر مولانا کا اصل عربی مقالہ مع ترجمہ کے پہلے ''مصباح،، میں شائع ہوا ہوتا، کیوں کہ میرا مضمون ''مصباح،، ہی میں شائع ہوا تھا۔ مولانا نے اپنا یہ مقالہ ''الہدیٰ،، میں اردو میں شائع کرایا، البتہ امام ترمذی کے کلام بابت ترجیح طریق ''ہلال بن یساف عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ،، کی عربی شرح باقی رکھی اوراس کا خلاصہ ترجمہ کردیا۔

یہ فقیر مولانا کا ممنون ہے کہ آپ نے اپنے اس تعاقب کے ذریعہ، جودرحقیقت ایک علمی زلہ اورتقلید ضلالت کا اچھا نمونہ ہے۔

اس عاجز کواپنے جواب پر نظرثانی کرنے کی طرف متوجہ فرمایا، اس طرح ترمذی کا یہ مقام انشاء اللہ اور منقح ہوجائے گا، اوراہل علم اوراصحاب ذوق پران ''چند مسامحات،، کی حقیقت واضح ہوجائے گی جومولانا کواصل جواب میں نظر آئے۔

مدیران ''الہدیٰ،، اور ''مصباح،، مستحق شکریہ ہیں کہ وہ ایسے مضامین شائع کرکےاپنے قارئین میں خشک علمی مباحث کا ذوق پیدا کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ خدا کرے کہ صرف ان کے قارئین ہی نہیں بلکہ تمام علماء اہل حدیث جنہیں بقول مولانا کے ''آج فن حدیث کے متعلق علمی مذاق نہیں رہا اوروہ اکثر ہمارے مدرسین جن کی تعلیم سطحی طریق پرہوتی ہے اورجو مفہوم کتاب کونہیں سمجھتے،، یہ سب کے سب اپنی موجودہ روش کوبدل دیں تاکہ مولانا کوپھر اس قسم کی دستاویز شائع فرماکر غیروں کی ہفوات کی تصدیق کا موقع نہ ملے۔

ہماری یہ تحریر مولانا کے مضمون کوبغور پڑھنے کا نتیجہ ہے ناظرین سے گزارش ہے کہ وہ اسے پڑھنے کےوقت تکلیف فرماکر ''مصباح،، شمارہ نمبر:4(ربیع الثانی 1371ھ) اور ''الھدی،، شمارہ نمبر:9 جلد:4 (یکم مئی 1953ء) ضرورسامنے رکھیں، اوراگرجامع ترمذی بھی پیش نظر رہے تواوربہتر ہوگا۔

امام ترمذی نے اپنی ''جامع،، میں وابصہ بن معبدکی حدیث صرف دوطریق (سند) سے روایت کی ہے (نہ تین طریق سے کما توہم الشیخ محمدانورالکشمیری الدیوبندی فی أمالیہ)۔

(1) حصین عن ہلال بن یساف عن زیادبن ابی الجعد عن وابصۃ

(2) شعبہ عن عمروبن مرۃ عن ہلال بن یساف عن عمروبن راشد عن وابصۃ.

امام ترمذی نے پہلے طریق سے حدیث روایت کرنے کے بعد اوردوسرے طریق سے روایت کرنے سے قبل، ایک طریق کودوسرے پر ترجیح دینے کے بارے میں محدثین کا اختلاف ذکر کرتے ہوئے اپنا عندیہ بھی ظاہر کیا ہے اوراس کی وجہ بھی لکھ دی ہے پھر حدیث کودوسرے مذکورہ بالا طریق سے روایت کیا ہے۔ اختلاف علماء حدیث اوراپنا خیال ان الفاظ میں تحریر فرمایا ہے: ''واختلف أہل الحدیث فی ہذا فقال بعضھم: حدیث عمروبن مرۃ عن ہلال بن یساف عن عمروبن راشد عن وابصۃ أصح، وقال بعضھم: حدیث حصین عن ہلال بن یساف عن زیادبن ابی الجعد عن وابصۃ اصح وہذا (ای حدیث حصین عن ہلال عن زیاد الخ) عندی أصح من حدیث عمروبن مرۃ (عن ہلال عن عمروبن راشد الخ یعنی: کون الحدیث من روایۃ زیاد عن وابصۃ أصح عندی من کونہ من روایۃ عمروبن راشد عن وابصۃ) لأنہ قدروی من غیر حدیث ہلال بن یساف عن زیادبن ابی الجعد عن وابصۃ،، انتہی

اس نشان زدہ عبارت کی تشریح کے سلسلہ میں راقم السطور نے لکھا تھا کہ ''من عیر حدیث ہلال بن یساف،، میں لفظ ''حدیث،، کے اعراب میں دواحتمال ہوسکتے ہیں پھر دونوں احتمالوں کی روشنی میں پوری عبارت توضیح کی تھی۔

مولانا کھنڈیلوی نے پہلے احتمال کوتین وجہ سے اوردوسرے احتمال کودووجہ سے عیر صحیح قراردیا ہے۔ پھر پوری عبارت کی بزعم خویش صحیح ترکیب لکھی ہے اوراس کا مطلب واضح

کرنے کی کوشش ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مولانا کے یہ اعتراضات ''اعتراض برائے اعتراض،، کی قسم سے ہیں، اورنشان زدہ عبارت کی جوتشریح انہوں نے کی ہے وہ بھی سطحی نظر اور مفہوم عبارت نہ سمجھنے کا تیجہ ہے، اور قطعا اس لائق نہیں کہ اسے ایسے عالم کی طرف منسوب کیا جائے، جواب علماء اہل حدیث میں فن حدیث کے متعلق علمی مذاق نہ ہینے کا شکوہ کررہاہو، اور ہمارے مدرسین کی تعلیم وتدریس کے سطحی ہونے اوران کے مفہوم کتاب تک نہ سمجھنے کا دعویٰ کررہاہو۔

مولانا نے پہلے احتمال کو(جس میں ہم نے لفظ حدیث کو ''ھلال،، کی طرف مضاف اور ''رویٰ،، کو فعل مجہول اور ''عن زیاد،، کو اس ما مفعول مالم یسم فاعلہ بتایا ہے) غیر صحیح بنانے کےلیے ایک نحویانہ وجہ طویل عبارت میں تحریر فرمائی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''لانہ،، سے پہلے ''عمرو بن مرۃ،، واقع ہے اس لیے وہ ''لائنہ،، میں ضمیر متصل کا........(جواِن کا اسم ہے) مرجع ہوگا اور ''روی،، اِن ؔکی خبر۔ اوراس کی ضمیر مرفوع مستتر کومرجع بھی وہی ''عمرو بن مرۃ،، ہے، اس لیے ''روی،، لامحالہ فعل معروف ہوگا نہ کہ فعل مجہول۔

مولانا! یہ کس نحوی قاعدہ کی روسے ضروری ہوگیا کہ چوں کہ ''لائنہ،، سے پہلے اوراس کے متصل ''عمرو بن مرۃ،، ہے اس لیے وہی ''لانہ،، میں ضمیر کا مرجع ہوگا۔ آپ کا غالباً ان دوضمیروں کے مرجع کی تلاش کی فکر کی وجہ سے ایک مشہور نحوی قاعدہ سے ذہول ہوگیا۔

مولانا! ضمیر شان اورقصہ بھی کوئی چیز ہے؟ ''لانہ،، میں ضمیر شان کی ہے جس کی تفسیر آگے کا جملہ کررہاہے والمعنی: الأن الشان قد روی ای ذکر أو ورد من غیر حدیث ہلال لفظ عن زیاد عن وابصۃ، یعنی: أن کون الحدیث من روایۃ زیاد عن وابصۃ أصح، لأن لفظ عن زیاد عن وابصۃ قد روی من غیر حدیث ہلال، والمراد بہذا الغیر، ہو طریق یزید بن زیاد عن عبید بن ابی ابی الجعد عن زیاد عن وابصۃ، وہذا کقولہ تعالی: لا تعمی الأبصار،، فإن القصۃ لا تعمی الأبصار، فالضمیر القصۃ، ولا تعمی الأبصار مفسرہ لہ. اوراگر آپ کواصرار ہے کہ ''لائنہ،، میں ضمیر کا کوئی مرجع ایک متقدم ہونا چاہیے جو ''اِن،، کا اسم ہواور ''روی،، اس کی خبر۔ اورظاہر ہے کہ اس صورت میں ''اِنہ،، اور ''روی،، دونوں کی ضمیر کا مرجع ایک ہونا چاہیے تولیجئے ان دونوں ضمیروں کا مرجع وہی ہے جواس سے پہلے ''ہذا عندی اصح من حدیث عمرو بن مرۃ،، میں ''ھذا،، اسم اشارہ کا مشارالیہ ہے۔ والمعنی: وہذا أی حدیث حصین عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ أصح عندی من حدیث عمرو بن مرۃ عن ہلال عن عمرو بن راشد عن وابصۃ، أی کون الحدیث من روایۃ زیاد عن وابصۃ أصح من کونہ من روایۃ عمرو بن راشد عن وابصۃ، لأنہ ای حدیث حصین عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ، قد روی من غیر حدیث ہلال عن زیاد عن وابصۃ أی روی عن زیاد عن وابصۃ من طریق آخر غیر طریق ہلال، وہو طریق یزید عن عبید عن زیاد عن وابصۃ، واالحاصل أنہ لم یتفرد حصین عن ہلال بذکر واسطۃ زیاد، بل تابعہ علی ذلک یزید عن عبید، فاتفق حصین عن ہلال ویزید عن عبید علی ذکر واسطۃ زیاد، وروایۃ الحدیث من طریق زیاد بخلاف عمرو بن مرۃ عن ہلال، فإنہ قد تفرد بذکر واسطۃ عمرو بن راشد، ولم یتابعہ أحد علی ذلک، ولذلک رجع الترمذی کون الحدیث من روایۃ زیاد عن وابصۃ.

اس توجیہ پر ''عن زیاد،، ''روی،، کے متعلق ہوگا لیکن ''لائنہ،، میں ضمیر کا مرجع ''عمرو بن مرۃ،، کسی حال میں نہیں ہوسکتا اورنہ ہی ''روی،، صیغہ معروف ہوسکتا ہے کیونکہ اس صورت میں ترمذی کا یہ کلام بے معنی ہوجائے گا کما سیأتی.

مولانا نے پہلے احتمال پر دوسرا کلام یوں کیا ہے: اگر ''روی،، کا مفعول مالم یسم فاعلہ عن زیاد عن وابصۃ بنایا جائے گا تو اختلاف مابین الاسم والخبر لازم آئے گا۔ الخ۔

یہ بناء فاسد علی الفاسد ہے ''لانہ،، میں جب ضمیر شان کی ہے اور"روی فعل مجہول ہے جس کا نائب فاعل لفظ ''عن زیاد عن وابصۃ،، ہے تو اسم اورخبر اوران کے درمیان اختلاف کا قصہ ہی ختم ہوگیا، یا اگر ''لانہ،، اور ''روی،، دونوں کی ضمیروں کا مرجع حدیث ہو (حسب ماینا) تو اسم وخبر کے درمیان اختلاف کہاں لازم آیا؟

مولانا نے تیسرا کلام یوں کیا ہے: ''اکثر جار مجرور متعلق فعل یا شبہ فعل یا معنی فعل ہوتے ہیں، اس کو نائب فاعل بنانا صرف عن الظاہر ہے گو بعض اوقات جار مجرور نائب فاعل ہوتے ہیں جبکہ الفاظ مراد ہوں، مگر یہاں پر متعلق جار مجرور فعل موجود ہے اوروہ ''روی،، ہے۔ انتھی

''اکثر،، کو تصریح اور ''گو بعض اوقات الخ،، کے ذریعہ استثناء کے باوجود اس احتمال پر جس میں لفظ ''عن زیاد عن وابصۃ،، کو نائب فاعل بنانا مقصود ہے لیکن باوجود اس کے نہ معلوم کس غرض سے آپ نے کلام کا یہ نمبر بڑھادیا۔ واضح ہوکہ یہاں جار مجرور یعنی ''عن زیادالخ،، کا متعلق ''روی،، مذکورہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ لانہ میں ضمیر مرجع اورروی فعل مجہول کا نائب فاعل حدیث کما تقدم وسیأتی ایضا.

مولانا !اسی سے ملتی جلتی ترمذی کی یہ عبارت بھی ہے : '' قال : وروی عن ابی عوانۃ عن خالد بن علقمۃ عن عبدخیر عن علی ، قال : وروی عنہ عن مالک بن عرفطۃ مثل روایۃ شعبۃ والصحیح عن خالد بن علقمۃ ،، ایک احتمال کی بناء پرلفظ عن خالد بن علقمہ الخ'' روی ،، اول کا نائب فاعل اور لفظ : ''عن مالک بن عرفطۃ ،، روی ،،ثانی کا نائب فاعل ہوسکتا ہے اوراگر ''روی ،، کا نائب فاعل ضمیر مستتر کو بنایا جائے جس کا مرجع حدیث ہوگا تو حرف جار ''عن خالد ،، ''روی ،، مجہول کے متعلق ہوجائے گا ۔ مولانا نے دوسرے احتمال پر (جس میں ''من غیر حدیث ہلال بن یساف ،، میں لفظ ''حدیث ،، کو منون اور ''ھلال ،، الخ کو ''روی ،، کا نائب فاعل ہونے کی بناء پر مرفوع بتایا گیا ہے) پہلا کلام یوں کیا ہے ، ''حدیث ،، کو قطع اضافت کے ساتھ منون پڑھنا صرف عن الظاہر ہے ،اس پر کوئی قرینہ ہونا چاہیے ۔ انتھی ۔ مولانا جس احتمال کو ظاہر کہہ دیں وہ ظاہر ہے اور جس کو غیر ظاہر صرف عن الظاہر فرمادیں وہ غیر ظاہر اور محتاج قرینہ ہے ۔ ہذاشئی عجیب ۔

مولانا !اگر '' حدیث ، کو غیر منون مع اضافت پڑھنا ظاہر ہے تو منون مع قطع الاضافت پڑھنا اظھر ہے ۔ اس کی تقویت وتائید ''نصب الرایہ ،، کی اس عبارت سے ہوتی ہے جس کو زیلعی نے عبارت مبحوثہ عنہا کی بجائے جامع ترمذی سے یوں نقل کیا ہے ۔ ''وہو عندی أصح من حدیث عمرو بن مرۃ ، لأنہ روی من غیر وجہ عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ ،، .

اگر یہ عبارت نقل بالمعنی ہے کما ہوالظاہر تو اس سے واضح طور پر یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ زیلعی نے ''من غیر حدیث ھلال ،، میں ''حدیث ،، کو منون پڑھا ہے اس کو طریق کے معنی میں لیاہے مطلب یہ ہوگا کہ اس حدیث (طریق) کے علاوہ کئی حدیث (طریق) سے ''عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ ،، روایت کیا گیا ہے یا حدیث مذکور طریق مذکورہ کے علاوہ کئی طریق سے '' ہلال عن زیاد عن وابصۃ ،، سے مروی ہے ۔ اور اس کئی طریق سے مراد ثوری ، شعبہ ، ابن عیینہ ، عبشر عن ھلال کے طرق ہیں ۔ کہ یہ چاروں ''ھلال ،، سے اوپر ''زیاد عن وابصۃ ،، ذکر کرتے ہیں ۔بخلاف شعبہ عن عمرو بن مرۃ ،، کے کہ وہ ''ھلال ،، سے اوپر ''عمرو بن راشد ،، ذکر کرنے میں متفرد ہیں اور یہ ایسا ہے جیسا کہ امام ترمذی ''باب المسح علی الخفین للمسافر والمقیم میں ''عاصم بن ابی النجود عن زر عن حبیش عن صفوان ،، کے طریق سے حدیث روایت کرنے اور مذاہب وغیرہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں : ''وقد روی ہذاالحدیث عن صفوان بن عسال من غیر حدیث عاصم ،، انتہی -1/160(909).

مولانا نے دوسرے احتمال پر دوسرا کلام یوں کیا ہے :

''حدیث ،، کو منون مع قطع الاضافت پڑھنے سے یہ لازم آتا ہے کہ ''روی ،، کا نائب فاعل ایک ذات مشخص ہو اور یہ خلاف محاورہ عرب ہے اکثر ''روی ،، کا اطلاق حدیث وطریق وسند پر ہوتا ہے نہ کسی ذات مشخص پر ، فلایقال روی زید بل یقال روی عن زید أو روی ہذا السند من طریق فلان وغیرہ ۔ پس ''وری ،، کو فعل مجہول اور ''ھلا بن یساف ،، کو نائب فاعل بنانا صحیح نہیں ہے ،، ۔ انتھی ۔

گزارش یہ ہے کہ جب یہاں لفظ ''ھلال عن زیاد ،، الخ کو نائب فاعل بنانا مقصود ومراد ہے ، تو ''روی ،، کا نائب فاعل ذات مشخص کا ہونا کس طرح لازم آگیا ؟ پھر ایک طرف تو آپ ذات مشخص کا ''روی ،، نائب فاعل ہونا خلاف محاورہ عرب قرار دیتے ہیں لیکن اس کے بعد فوراً ہی محاورہ عرب یوں بیان کرتے ہیں :

''اکثر روی کا اطلاق حدیث وطریق وسند پر ہوتا ہے نہ کہ ذات مشخص پر ، آپ کی ''اکثر قید سے صاف نکلتا ہے کہ کبھی کبھار ''روی ،، کا اطلاق ذات مشخص پر بھی ہوتا ہے ۔ پس اس کے بعد ''فلایقال روی زید ،، کا محاورہ پیش کرنا کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے ؟ کیوں کہ جب ''اکثر ،، کی قید کی رو سے بعض اوقات ذات مشخص پر بولنے کا جواز آپ کے کلام سے ثابت ہے تو فلایقال الخ کے ذریعہ بالکلیہ اس کی نفی کرنی درست نہیں ہوسکتی ، اور ہمارے نزدیک تو ''روی زید ،، کہنا درست ہے اگر لفظ مراد ہو پھر أو روی ہذا السند من طریق فلان ،، کا محاورہ لکھ کر تو آپ نے اس عاجز کی پوری تائید فرمادی ہے ورنہ ایک مہمل جملہ بول گئے ہیں ۔ تفصیل اس کی یہ ہے : ''سند ،، کہتے ہیں ''اخبار عن طریق المتن ،، کو (الفیہ ، سیوطی ، تدریب الراوی وغیرہ) یا "حکایۃ طریق المتن "کو (شرح نخبہ) یعنی ''سند ،، نام ہے : ''اسماء رواۃ متن ،، کا ۔ بناء علی مانقل عن الحافظ .

پس مولانا کے نقل کردہ محاورہ میں ''سند ،، سے مراد ''اسماء رواۃ ،، ہوں گے اور مطلب یہ ہوگا کہ : یہ اسماء رواۃ فلاں کے طریق سے روایت کیے گئے ہیں اب اسماء سے مراد الفاظ ہوں گے یا ان کے مسمیات ، یعنی : ذوات مشخصہ ۔ اگر پہلی شق مراد ہے تو ہماری مؤید ہوئی ، اس لیے کہ ہم نے لفظ ھلال عن زیاد کو جو اسماء رواۃ ہیں ''روی ،، کا نائب فاعل بنایا ہے ۔ اگر دوسری شق مراد ہے تو آپ کے اس پیش کردہ محاورہ کی رو سے ذات مشخصہ پر ''روی ،، کے اطلاق کا جواز ہی نہیں بلکہ اس کا محاورہ ہونا ثابت ہوتا ہے ۔ اور آپ کے اس محاورہ کا

بے معنی (مہمل) ہونا اس طرح محقق ہے کہ ''سند،، نام ہے ''طریق متن،، (اسماء رواۃ) کا اور ''طریق،، نا ہے ''سند،، کا تو 'روی ہذا السند من طریق فلان،، کا معنی یہ ہوا کہ یہ سند فلاں کی سند سے یا یہ طریق فلاں کے طریق سے روایت کیا گیا ہے وہذا کما تری لیس لہ معنی صحیح اللھم اِلاأن یکون المراد، أنہ روایت ہذہ القطعۃ من السند من طریق فلان أی ورد ذِکرُ ہولاء الرواۃ من طریق فلان، وہذا یوٗید کلامنا فی انشاء الاِحتمالین مولانا کو تکثر ''مسامحات،، کی دھن میں یہ خیال نہیں رہا کہ ان کا قلم کیا لکھ رہا ہے۔ انا اللہ الخ، بہرکیف ان مختصر گزارشات سے قارئین کرام پر واضح ہوگیا ہوگا کہ مولانا نے ہمارے لکھے ہوئے دونوں احتمالوں پر جن چند وجوہ سے کلام کیا ہے ان کا ''وزن،، کیا ہے، اور ہماری تحریر میں آپ کو جو چند مسامحات نظر آئے، ان کی کیا حقیقت ہے۔ مولانا۔۔۔۔!واِن تعودوا نعد الخ

قارئین کرام سے اب عرض ہے کہ مولانا نے امام ترمذی کے کلام مشتمل بروجہ ترجیح طریق ''زیاد عن وابصۃ،، کی عربی میں جو تشریح فرمائی ہے اسے اور اس پر ہماری تنقید کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا نے نہ معلوم اس حصہ کی عربی کیوں باقی رکھی؟ شاید اس لیے کہ ان کی اس تشریح و توجیہ کا ماخذ بھی عربی میں ہ ے۔ واللہ اعلم۔

بہر حال حال مولانا کے تشریح الفاظ یہ ہیں:

''قال ابو عیسی الترمذی: اِن ہذا المعلوم، من غیر حدیث ہلال بن یساف، عن زیاد بن ابی الجعد عن مرۃ، لأنہ أی عمرو بن مرۃ قد روی بصیغۃ المعلوم، من غیر حدیث ہلال بن یساف، عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ، فلفظ روی فی کلام الترمذی بصیغۃ المعلوم لا بصیغۃ المجھول، ولفظ عن زیاد متعلق بروی المذکور وفاعل روی عمرو بن مرۃ،، انتھی کلام الشیخ الکندیلی (الکھندیلوی)
.

قلت: کلا بل قولہ روی علی بناء المفعول لابناء الفاعل، والضمیر المتصل فی قولہ لأنہ لیس لعمرو بن مرۃ، بل ہو ضمیر الشان وحرف الجار، ای قولہ عن زیاد لیس متعلقا بروی المذکور، بل ہو نائب فاعل لقولہ روی، بناء علی ان المراد منہ اللفظ لا المعنی، کما اوضحنا ذلک غیر مرۃ، وأما علی ماقال الشیخ فیفسد المعنی، ولایصح کلام الترمذی ہذا، فاِن قولہ ''لأنہ قد روی من غیر حدیث ہلال بن یساف،، یقتضی علی شرح الشیخ، ان عمرو بن مرۃ روی حدیث وابصۃ من حدیث آخر، غیر حدیث ہلال بن یساف، ای روی من طریق آخر غیر طریق ہلال، ثم جعل وقولہ: عن زیاد متعلق بروی المذکور، یقتضی أن عمرو بن مرۃ رواہ عن زیاد مباشرۃ، أی من غیر واسطۃ، وأن روایۃ عمرو بن مرۃ عن زیاد بلا واسطۃ ہی غیر حدیث ہلال، یعنی طریق عمر بن مرۃ عن زیاد غیر طریق ہلال، وہو الذی فہمہ صاحب العرف الشذی، بناء علی ماوقع فی النسخۃ الأحمدیۃ وغیرہا من النسخ المطبوعۃ لجامع الترمذی، بعد ذلک من زیادۃ قولہ ''حدثنا محمد بن بشار نا محمد بن جعفر نا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ،،. قال صاحب العرف بعد ذکرہ: "ہذا حدیث زیاد بن ابی الجعد غیر حدیث ہلال بن یساف عنہ،، انتھی، لکن ہذا کلہ مخالف لما ذکرہ الشیخ الکندیلی بعد شرحہ المتقدم، حیث قال: ''فرجع الترمذی ہذا أی حدیث زیاد بن ابی الجعد علی حدیث عمرو بن راشد، لأنہ قد روی من طریقین:

(1) طریق حصین عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ،

(2) وطریق عمرو بن مرۃ عنہ ہلال عن زیاد عن وابصۃ،، انتھی، فاِن ہذا صریح فی أن عمرو بن مرۃ لم یروہ عن زیاد مباشرۃ، بل روی بواسطۃ ہلال، أعنی: أن کلامہ ہذا یدل صریحا علی أنہ بین عمرو بن مرۃ وبین زیاد واسط ہلال، وہذا کما تری مناقض، لما یدل علیہ کون ''عن زیاد،، متعلقا بروی المذکور، من أن عمرو بن مرۃ روی عن زیاد مباشرۃ، ای بلاواسطۃ، ومخالف لما یدل علیہ الزیادۃ المذکورۃ.

ثم اِن قول الشیخ فی بیان الطریق الثانی: وطریق عمرو بن مرۃ عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ، مخالف لشرحہ، أن عمرو بن مرۃ روی حدیث زیاد من غیر حدیث ہلال، فاِن ہذا ظاہر فی أن عمرو بن مرۃ لم یروہ من طریق ہلال، بل من طریق آخر غیر طریق ہلال

وفیہ ایضا أن کلامہ لبیان الطریق الثانی، یقتضی أن قولہ الترمذی ''عن زیاد،، فی بیان وجہ الأصحیۃ،، لیس متعلقا بروی المذکور، بل ہو متعلق بروی المقدر بعد قولہ ''ہلال،، وہذا لمن تامل تأملا صادقاً

ثم نسال الشیخ الکندیلی بعد الاِغماض والاِغضاء عن کلامہ، للتناقض الذی لایظہر الا من رجل ینسیہ آخرُ کلامہ أولہ، أن یمن علینا بذکر من خرج ہذا الحدیث من طریق عمرو بن مرۃ عن ہلال عن

زياد عن وابصة، وتعيين الكتاب الذى خرج فيه من هذا الطريق، ونحن نقول جهاراً، وقولنا حق، أن حديث وابصة لم يرو من هذا الطريق أى طريق عمرو بن مرة عن هلال عن زياد عن وابصة أصلا، وانه لا أصل بل ولا أثر له فى كتب الحديث ودواوينه، فهو مما اخترعه الشيخ الكندبلى لعدم فهمه كلام الترمذى، ونسأل أيضا من وافق صاحب العرف الشذى، أن يذكر لنا الذى خرجه من طريق عمرو بن زياد عن وابصة.

وأما ما وقع فى نسخ الترمذى المطبوعة، من قوله حدثنا محمد بن بشار نا محمد بن جعفر نا شعبة عن عمرو بن مرة عن زياد عن وابصة، فهى زيادة لا أصل لها، وهى خطا كما نبهنا على ذلك فى جوابنا أولا، ويدل على كونها خطاً، أيضا أنه لم نجد فى كتب الرجال عمرو بن مرة فى تلامذة زياد بن أبى الجعد، ولا زيادا فى شيوخ عمرو بن مرة، فلا نشك فى أن عمرو بن مرة، لا يروى عن زياد، ومن ادعى أن عمرو بن مرة، لا يروى عن زياد، ومن ادعى أن عمروا هذا أخذ الحديث عن زياد، وأنه من تلامذته، فليأتنا بدليل على ذلك ولا يمكن له هذا أبدا وإنى أتعجب من الشيخ الكندبلى، أنه لم يلتفت إلى ما كتبت فى جوابى تحت عنوان ''تنبيه،، نقلا تعليق الشيخ أحمد محمد شاكر على جامع الترمذى

ثم نقول: لو كان مقصود الترمذى ما ذكره الشيخ الكندبلى، لكان كلام الترمذى هكذا ''لأنه (أى عمرو بن مرة) قد روى أيضا، عن هلال عن زياد عن وابصة، يعنى: أن حديث حصين عن هلال عن زياد عن وابصة أصح وأرجح من حديث عمرو بن مرة هلال عن عمر بن راشد عن وابصة، لأن حصينا لم يروعنه خلاف ما ذكر، وأما عمرو بن مرة الذى روى عن هلال عن عمرو بن راشد عن وابصة، لأن حصينا لم يروعنه خلاف ما ذكرن وأما عمرو بن مرة الذى روى عن هلال عن عمرو بن راشد عن وابصة، فقد روى خلاف هذا، أى روى عن هلال عن زياد عن وابصة، موافقا لحديث حصين عن هلال فى السند.

ثم قال الشيخ الكندبلى: ''فالحديث الذى روى من طريقين أصح وأرجح من الحديث الذى روى من طريق واحد،، انتهى، وقال صاحب العرف: ''فالحديث الذى بطريقين أصح من الذى بطريق واحد،، انتهى.

قلت: ليست هذه قاعدة كلية، فكم من حديث له طرق واسانيد، قد رجح عليه حديث له طريق واحد، وهذا إذا كان فى طريق فى الأول ضعف يسير، قد انجبر بكثرة طرقه، وبلغ بذلك الى درجة الحسن، وكان طريق الثانى صحيحا لذاته فى أعلى مراتب الصحة، فان الترجيح فى مثل هذا للثانى ن وكذا إذا كانت طرق الاول ضعيفه جداً واهية، وطريق قوية صحيحة

ثم قال الشيخ الكندبلى: ''وبين الأمام الترمذى بعد ذلك، هذين الطريقتين بالسندين،، انتهى.

لم يبين الشيخ، أنه ماذا أراد بالطريقين وبالسندين؟، ولم يوضح أنه كيف بين الترمذى هذين الطريقين بالسندين؟، ولا أدرى ما وجه الإجمال والإبهام؟ مع أن المقام مقام الكشف والإيضاح لا الابهام، والمحل محل الشرح والتفصيل لا الإجمال والإختصار، وإنى أعترف بأنه لم يتحصل لى من كلامه هذا شئ، فان التعريف باسم الإشارة واللام فى قوله ''هذين الطريقين،، يقتضى أن المراد بالطريقين، الطريقان اللذان ذكرهما الشيخ قبل ذلك بقوله ''لأنه روى من طريقين: (1) طريق حصين عن هلال عن زياد عن وابصة

(2) وطريق عمرو بن مرة عن هلال عن زياد عن وابصة، لكن من المعلوم أن الترمذى لم يبين هذين الطريقين فيما بعد أصلا، فإنه لم يذكر بعد بيان وجه الترجيح إلا طريقا واحدا لا طريقين، وهذا الطريق الواحد، هو طريق: ''عمرو بن مرة عن هلال عن عمرو بن راشد عن وابصة،، على ما فى النسخ الصحيحة لجامع الترمذى من سقوط الزيادة التى تقدم التنبيه عليها، أو ذكر طريقين: الأول: طريق عمرو بن راشد الذى ذكرناه آنفا، ولا شك أن هذين الطريقين، غير الطريقين الذين ذكرهما الشيخ، وإن أراد بقوله أن الترمذى بين الطريقين، أى طريق عمرو بن مرة عن هلال عن زياد عن وابصة، وطريق عمرو بن مرة عن هلال عن عمرو بن راشد عن وابصة، أو أراد أن الترمذى بين طريق زياد عن وابصة وطريق عمرو بن راشد عن وابصة بالسندين يعنى بين طريق زياد بسند محمد بن بشار عن محمد بن جعفر عن شعبة عن عمرو بن مرة عن زياد عن وابصة (على ما فى النسخة الأحمدية وغيرها من الزياد)، وبين طريق عمرو بن راشد بسند محمد بن بشار عن محمد بن جعفر عن شعبة عن عمرو بن مرة عن هلال عن عمرو بن راشد عن وابصة، ففيه أن هذا يخالفه ما تقدم فى كلام الشيخ أن فى طريق زياد عن وابصة واسطة هلال بين عمرو بن مرة وبين زياد، وسياق الزيادة التى قلنا أنها مما لا أصل له، صريح فى أنه لا واسطة بينهما، بل روى عمرو بن مرة عن زياد مباشرة، من غير واسطة هلال.

وبالجملة قول الشيخ ''وبين الترمذى هذين الطريقين بالسندين،، غير مستقيم، وإنى أظن انه أجمل الكلام هنا، لأنه لم يمكن له تفصيل ذلك، ولم يتمكن من توفيق ما علق بذهنه، بما وقع فى جامع الترمذى من سياق الكلام بعد ذلك، هذا وقد وافق الشيخ الكندبلى صاحب العرف الشذى فى أول شرحه، وخالفه فى آخره، كما لا يخفى على من عارض وقابل شرح الشيخ، بتقرير صاحب العرف،

وكلاهما قد ضلا عن مراد الترمذي، وأنحطأ في فهم كلامه كما أوضحنا ذلك، وانتقدت شرح الشيخ بالعربية اتباعه له، ولم يكن لي بد من هذا، فلا يلومني أحد علی ذلك

مولانا نے شیخنا الاجل حضرت علامہ مبارکپوری پر اس توجیہ کے پیش کرنے اوران سے اس مقام کی شرح نہ کرنے کی شکایت کاتذکرہ فرمایا ہے، اورحضرت ممدوح کاجواب ان الفاظ میں ذکر کیا ہے :

''ہمارا خیال اس طرف (اس توجیہ کی طرف یا اس مقام کی شرح کی طرف) نہیں گیا۔ مگر ہم نے اس کی طرف) اس توجیہ کی طرف یا اس مقام کی شرح کی طرف) اشارہ کردیا ہے کہ فعل ''روی،، کو ہم نے معروف لکھا ہے۔ (روی فعل معروف اور مجہول دونوں کی کتابت یکساں اوردونوں کا رسم خط ایک ہے) اس پر ہم نے اعراب دے دیا ہے،، (یہ ضبط بالقلم : یعنی : ضبط بالحرکات ہے جوچنداں قابل وثوق نہیں ، اصلا لائق اعتماد ضبط باللفظ ہوتا ہے اوروہ یہاں موجود نہیں) ۔

مولانا کی ''ثقاہت ،، کے پیش نظر تو اس ''حکایت ،، بارے میں شک کرنا مشکل ہے، لیکن ''درایہ ،، ہمیں اس امر میں تامل ہے کہ حضرت شیخ نے وہ کچھ فرمایا جو اس غلط توجیہ کی تقویت کےلیے اس ''داستان ،، میں ان کی طرف بصورت الفاظ مذکورہ منسوب کیا گیا ہے بین القوسین کچھ اس طرف اشارہ کردیا گیا ہے۔ مختصراً کچھ اور بھی عرض ہے :

یہ قصہ اگر پیش آیا ہوگا تو اس وقت جبکہ حضرت تحفہ جلد ثانی کی طباعت کےلیے دہلی تشریف لے گئے تھے ، اوران دنوں ضعف بصر کی شکایت آپ کو شروع ہوچکی تھی ، خودکوئی تحریر اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے تھے ، اورنہ لکھ سکتے تھے ۔ نہ معلوم آپ اس توجیہ کو حضرت پرواضح طریقہ پر پیش کرسکے یا نہیں ؟ اور حضرت نے غور سے سنا یا نہیں ؟ اورسننے کے بعد بطور خودناقدانہ نظر ڈالنے کا موقع آپ کا ملایا نہیں ؟ ان احتمالات کی بناء پر یقین نہیں ہوتا کہ جناب کی پیش کردہ توجیہ سن کر حضرت نے وہ کچھ فرمایا، جو آپ نے ان کی طرف منسوب کیا ہے۔ حضرت کی ایک بڑی امتیازی خصوصیت یہ تھی مسائل ، فتاویٰ اوراہم علمی مباحث میں عاجلانہ فیصلہ نہ فرمانا ، بلکہ انتہائی غوروخوض اورتدبر اورامعان نظر کے بعد فیصلہ اور حکم صادر فرمانا اور مخالف یا موافق رائے قائم کرنی ۔ مخالف کی تحریر کو کڑی تنقیدی نظر سے ملاحظہ فرمانا اور غوروفکر کے بعد اٹل اور جچی تلی رائے کا اظہار اوران میں غایت درجہ کی احتیاط ۔ اس حقیقت کے پیش نظر راقم السطور کےلیے اس کا باور کرنا مشکل ہے کہ حضرت نے کیف ما اتفق آپ کی زبان سے یہ توجیہ سن کر اس پر صادر فرمادیا ہواور ''روی ،، کی اعراب دے کر اس مقام کی شرح نہ کرنے کی تلافی کی اوراس توجیہ کی طرف اشارہ کردینے کی خبر دے دی ہو۔ اس قسم کی ''چلتا اور درسگاہی باتیں کرنا ،، حضرت کا شیوہ نہیں تھا ۔

ونیز تحفہ کا متن جامع ترمذی مطبوعہ مطبع احمد 1266 ہجری کی نقل ہے ۔ اس میں جا بجا اعراب لگایا ہوا ہے ان میں بعض غلط بھی ہیں جن کو تحفہ کے متن میں درست کردیا گیا ہے، اورکہیں بے خیالی کی وجہ سے اتفاقی طور پر ''نقل مطابق اصل ،، غلط اعراب چھپ گیا ہے کما ستعرف ، قصداً وہ اعراب باقی نہیں رکھا گیا ہے اورحضرت نے تحفہ کے متن میں شاذ ونادر اعراب لگایا ہے ۔ اعراب دے کر ضبط کرنے کا اعراب وخیال تو قطعاً نہیں تھا ۔

عبارت مبحوثہ عنہا میں ''روی ،، کو احمدیہ نسخہ میں اعراب دے کر ضبط کیا گیا ہے، جو غلطی ہے اس کے طابع وناشر ومحشی مولوی احمد علی صاحب مرحوم سہارنپوری محشی بخاری کی ۔ کاتب نے احمدیہ نسخہ میں جب لکھا ہوا دیکھا ، ویسا ہی تحفہ کے متن میں نقل کردیا اور حضرت کو اس طرف توجہ نہیں ہوئی قصداً آپ نے یہ اعراب باقی نہیں رکھا ہے ۔ بلکہ جیسے اور بعض محتاج شرح وضبط مقامات کی تحقیق وضبط اتفاقی بے خیالی کی وجہ سے رہ گئی (اوراس حادثہ سے شاید ہی کوئی شارح محفوظ رہا ہو) ، اور جیسا کہ احمدی نسخہ میں تھا ویسا ہی کاتب نے لکھا اور چھپا ۔

یہی اس مقام کے ساتھ بھی پیش آیا ہے ۔ جب حضرت کا خیال اس مقام کی شرح کی طرف گیا ہی نہیں ، جیسا کہ مولانا نے آپ کی طرف منسوب فرمایا ہے، تو شرح کی تصنیف کے وقت ''روی ،، کو اعراب دے کر اس مقام کی شرح کی طرف یا اس توجیہ کی طرف اشارہ کرنے کا خیال آگیا ؟ بہرکیف آپ نے اپنے قلم سے یہ اعراب نہیں دیا ہے، بلکہ یہ احمدی نسخہ کی نقل ہے ۔ اورنہ آپ نے قصداً یہ اعراب باقی رکھا ہے، بلکہ یہ بے خیالی سے باقی رہ گیا ہے ۔

چند مثالیں ملاحظہ کےلیے عرض کی جاتی ہیں :

(1) احمدی نسخہ ص : 1227 اورمتن تحفہ ص : 277 دونوں میں ''ما من يَغلِقُ بَابَہ ،، مطبوع ہوگیا ہے حالانکہ اس حدیث کے آخر میں ''إلا أغلق الله أبواب السماء ،، موجود ہے جس

سے باب کی تعیین ہوجاتی ہے، اوریہ بھی معلوم ہے کہ ''غَلَقَ یغْلِقُ،، لغۃ رویۃ ہے جوشاذ ونادراستعمال ہوتی ہے پھر اصح من نطق بالضاد کے کلام میں '' اغلق ،، لغت فصیحہ موجود ہوتے ہوئے ''یغلق،، کاضبط غلط نہیں تواور کیا ہے، اس کوبے خیالی پر محمول نہ کیا جائے توکس پر محمول کیا جائے!!۔

(2) احمدی نسخہ ص : 1185 اورمتن تحفہ ص : 178 دونوں میں ''من یہدہ ن ی اللہ،، مطبوع ہے، اوریہ ضبط خلاف قاعدہ ہے، ہونایوں چاہیے : من یہدہ ن ی اللہ۔ چنانچہ شرح میں قاعدہ کے مطابق اٹھایا گیا ہے (من یہدی اللہ) لکھ کراختلاف نسخہ دیا گیا ہے۔

(3) احمدی نسخہ ص : 115 اورمتن تحفہ 2 20 دونوں میں لِیثْرِی بہ مالہ،، بفتح الیاء مطبوع ہے۔ جوغلط ہے اورشرح میں ''لیثری،، اٹھا کر ''من الاِثراء،، لکھا گیا ہے۔ اس لیے اس کا صحیح ضبط یوں ہوگا : ''لیثری،،۔

(4) نسخہ احمدی اورمتن تحفہ 2 365 دونوں میں ''فإن لم یثنیاً، بضم الیاء مطبوع ہے اوریہ غلط ہے۔

آخرمیں مولانا حدیث '' وابصہ،، کی سند کے اخلاف واضطراب کویوں دفع فرماتے ہیں : '' لا بعد فی کونہما صحیحین، بأن یکون ہلال أخذ من زیاد بن أبی الجعد وعمرو بن راشد کلیھما، وأخذ عمرو بن مرۃ وحصین کلاھما عن ہلال بن یساف،، انتہی۔

قلت : نعم لابعد فی ذلک بل ہو المتعین، لکن لایلزم من ذلک أن عمرو بن مرۃ أخذ ہذا الحدیث عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ کما توہم۔

پھر مولانا نے اس فقر کایوں شکریہ اداکیا ہے : ''ہم آپ کے بہت ہی مشکورہیں کہ آپ نے اس قسم کے مذاکرات علمیہ پش کرکے قوم میں ایک علمی بیداری پیدا کی۔،،

اس فقیر نے وہ تحریر ''مذاکرہ علمیہ،، کے طورپر نہیں پش کی تھی۔ وہ توصرف ایک استفسار کاجواب تھا جس پرجناب نے تعاقب فرمایا۔

مذاکرۂ علمیہ کا عنوان مدیر '' مصباح،، نے قائم کیا ہے۔ اوردوایک استفسارات کے جوابات سے قوم میں کیا بیداری ہوگی؟ ہاں جناب کے تعاقب کی مندرجہ ذیل عبارت سے شاید قوم کوکچھ غیرت آجائے اورلوگوں میں کچھ بیداری پیدا ہوجائے۔ آپ فرماتے ہیں : ''آہ آج علمی مذاق علماء اہل حدیث میں فن حدیث کے متعلق نہیں رہا۔ اکثر ہمارے مدرسین کی تعلیم سطحی ہوتی ہے مفہوم کتاب کونہیں سمجھتے ہیں۔،،

مولانا! لکھتے وقت آپ کوخیال نہ رہا، آپ اب سوچئے کہ یہ کیا کچھ لکھ گئے ہیں، عام مدرسین اہل حدیث کے متعلق یہ محکمانہ فیصلہ فرماکرکہ ان کی تعلیم سطحی ہوتی ہے اوروہ مفہوم کتاب کونہیں سمجھتے، آپ نے کس کوتقویت پہنچائی ہے؟ مقلدین کو، ان کے طعنوں اورہفوات کی تصدیق فرماکر ہمیشہ قائم رہنے والی ایک دستاویزدے دی ہے۔ انا اللہ الخ۔ جناب نے اخبار اوررسالہ کوبھی درس گاہ سمجھ لیا کہ طلبہ کے سامنے درسگاہ کے اندرزبان پرجوکچھ آیا کہتے گئے، اسی طرح اخبار اوررسالہ میں بھی لکھتے چلےگئے اورانجام پر غورنہیں کیا۔ اس کی شکایت مدیران '' الہدی،، و''مصباح،، سے بھی ہے کہ انہیں بھی اس کا احساس نہیں ہوا، اوران کوبھی صحافی وجماعتی ذمہ داری کاخیال نہیں رہا۔ آخرمیں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ یہ تنقید محض نصحا لطلبۃ العلم ونصحا للجماعۃ لکھی گئی ہے مولانا کھنڈیلوی یااورکسی بزرگ کواس میں کچھ تلخی محسوس ہوتومعاف فرمائیں گے کہ بالقصد تلخی پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے عفا اللہ عنی وعن سائر المسلمین۔

(مصباح بستی شوال وذی القعدہ 1371ھ)

حضرت مولانا کھنڈیلوی کاعربی مقالہ واپس کردیا گیا تھا اوریہ عرض کیا گیا تھا کہ ترجمہ فرماکرارسال فرمائیں۔ ہماری دلی خواہش تھی کہ موصوف کا یہ تعاقب ضرورشائع ہو، مگر ہمیں شدید انتظار کے باوجود مضمون نہیں ملا، بلکہ '' الہدیٰ،، دربھنگہ میں شائع ہوا، مدیر نے بغیرغور کے '' الہدی،، کاتراشہ کاتب کے پاس بھیج دیا، تصحیح کے وقت بالعموم نظر الفاظ کی تصحیح

اورترتیب پرہوتی ہے چنانچہ مولانا کھنڈیلوی کا اتنا سنگین الزام بغیر ادارتی نوٹ کے شائع ہوگیا، جس کی میں علماء اہل حدیث اورمدارس اہل حدیث کے اساتذہ سے معافی چاہتا ہوں ۔ غورفرمائیے مولانا کھنڈیلوی فرماتے ہیں کہ : ''اکثر ہمارے مدرسین کی تعلیم تطحی طریق پرہوتی ہے مفہوم کتاب کونہیں سمجھتے ہیں ۔ ،، یہ ہے الزام ، انا للہ، اکثر کالفظ اتنا جامع ہے کہ مولانا کھنڈیلوی جیسے گنے چنے علماء کوچھوڑکربقیہ دارالسلام عمرآباد، مدرسہ فیض عام ومدرسہ عالیہ مئو، مدرسہ محمدیہ عربیہ رائیدرک ، رحمانیہ دہلی وغیرہ چھوٹے بڑے تمام مدرسوں کے اساتذہ کی تعلیم سطحی ہے یہ بیچارے کتاب کا مفہوم نہیں سمجھتے بس قال قال جانتے ہیں، ''اکثر،، کالفظ اتنا جامع ہے کہ خود احمدیہ سلفیہ کے مدرسین بھی اس کی زد سے باہر نہیں، جس میں مولانا بھی درس دیتے ہیں اس سے بڑھ کرکوئی غیر اورکیا الزام لگائے گا جو مولانا نے لگایا ہے ۔ ہم مولانا عبیداللہ صاحب رحمانی کے مشکورہیں کہ آپ نے ہمیں اپنی صحافی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی، اوراہل حدیث کے تمام مدارس کے اساتذہ اورعلماء سے معافی کا ہم کوموقع ملا ۔ جزاک اللہ ۔ عبدالجلیل رحمانی مدیر ''مصباح،،

محاکمۂ سامرودیہ پرایک سرسری نظر

قارئین ''مصباح،، کویادہوگا کہ ترمذی ''ماجاء فی الصلوۃ خلف الصف وحدہ،، میں حضرت وابصہ بن معبد کی حدیث کی سند میں اختلاف اوراس پرامام ترمذی کی کلام کے متعلق ایک استفسارکے جواب میں، راقم الحروف کا مفصل مضمون ''مصباح،، جلد : 1 شمارہ نمبر : 4 میں شائع ہواتھا ۔ اس جواب پر مولانا کھنڈیلوی نے تعاقب لکھا جوپہلے ''الھدی،، دربھنگہ میں، پھر ''مصباح،، جلد : 1 شمارہ نمبر 8 9 میں شائع ہوا، پھراس تعاقب کاجواب ''مصباح،، ج : 1، ش : 10 11 میں شائع کیا گیا اس کے بعد مولانا شامرودی نے بغیر کسی کی تحریک وفرمائش کے، اس سلسلے میں مضمون لکھنے کی زحمت گوارہ فرمائی ۔ اس مضمون کومدیر ''مصباح،، نے ''محاکمہ سامرودیہ،، کے عنوان سے ''مصباح جلد : 2 ش : 3 میں شائع کیا ۔ آج اسی ''محاکمہ،، پرہم مختصراًکچھ عرض کرناچاہتے ہیں ۔ ''مصباح،، کے اہل علم قارئین میں سے جن بزرگوں کواس سلسلے سے دلچسپی ہے، امید ہے کہ وہ اس کو بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں گے ۔ اس مضمون کی تحریر میں دیر صرف اس وجہ سے ہوئی کہ ہم کو حافظ جمال الدین المزی کی ''تحفۃ الأشراف بمعرفۃ الأطراف،، اوراس پر حافظ ابن حجر عسقلانی کی ''النکت الظراف،، کے مطالعہ کی توفیق اخیر شعبان 1372ھ سے پہلے یسر نہیں ہوسکی ۔ کاش ! حافظ کی ''اتحاف المھرۃ بأطراف العشرۃ،، کے مطالعہ کی سعادت بھی حاصل ہوگئی ہوتی ۔

(1) مولانا سامرودی نے جامع ترمذی کے اس مقام کے حل کے بارے میں ہمارے اور مولانا کھنڈیلوی کے درمیان پیدا شدہ اختلاف کو ''الفاظی اور سطحی،، قرار دیا ہے جس کا یہ مطلب ہواکہ ہمارا یہ اختلاف معنوی اور حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف بادی النظر میں اختلاف ہے ۔ ہمیں تعجب ہے کہ مولانا نے یہ الفاظ کیسے تحریر فرمائے، درانحالیکہ اس فقیر کی تائید میں خود ہی یہ بھی لکھا ہے کہ لفظ ''روی،، بالبناء للمفعول ہی اس محل میں صحیح ہے اس کو بالبناء للفاعل بنانا امام ترمذی کے مفہوم کومخیل کرنا ہے ؟ ظاہر ہے کہ اس صورت میں ہمارے اور مولانا کھنڈیلوی کے درمیان یہ اختلاف معنوی اور حقیقی ہوانہ کہ ''الفاظی سطحی،، شاید مولانا لفظی ومعنوی اور سطحی وحقیقی اختلاف کے متعارف معنی اوران کے درمیان فرق سے ناواقف ہیں توہیں لیکن یہ سب کچھ بے خیالی میں لکھ گئے ہیں ۔

(2) مولانا سامرودی فرماتے ہیں : ''اس ختلاف سے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

کچھ قلبی سطح پراثر ہے ... مگرترچھی نظرکسی کی طرف کرنا تحقیقات علمیہ کی بنا پربری بات ہے ۔ ،،

تعاقب کے جواب میں قدرے تلخی اورشدت پیدا ہوگئی تھی، غالباً مولانا سامرودی نے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے ۔ اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ ایسے مسئلہ میں جوزیادہ غور فکر کا محتاج نہ ہوبلکہ تقریباً بدیہی ہو، غلط روی اختیار کرنے والے کواس کی غلطی پرتنبیہ کرنے میں شدت وخشونت اختیار کرنا ہمارے نزدیک شرعاً معیوب اوربُری بات نہیں ہے ۔ اسلامی شریعت میں اس کے نظائر موجود ہیں ۔

مولانا سامرودی جیسے محدث کبیر سے یہ چیز مخفی رہنی چاہیے تھی ۔ ہمیں افسوس ہے کہ مولانا نے اس ظاہری تلخی کواچھے پہلو پر محمول نہیں فرمایا ۔ بہرحال مولانا کی یہ رائے خلاف واقعہ ہے ۔ ہمارے خیال میں وہ بغیر اس فراغت صادقہ کے اظہار کے بھی ''محاکمہ،، کوشوق پورا فرماسکتے تھے ۔ والعلم عنداللہ.

(3) مولانا سامرودی نے امام ترمذی کے کلام ''لأنہ قد روی من غیر حدیث ہلال،، الخ میں لفظ ''روی،، کے فعل مجہول ہی ہونے کو صحیح قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ''روی،، کوفعل

معروف بنانا مفہوم کو مخیل کرنا ہے۔،،

ہمارے نزدیک یہ چیز زیادہ غوروفکر اور بحث ونظر کی محتاج نہیں ہے، بہرکیف اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مولانا نے وہی سمجھا جو اس مقام کے سیاق وسباق اور اس حدیث کے طرق پر اور ایسے مواقع میں امام ترمذی کے طرز کلام پر گہری نظر رکھنے کا مقتضیٰ ہے۔

اس محاکمہ میں اہل علم کو چاہئے کہ کوئی نئی دلیل اور نئی بات نہ ملے، مگر اس کا اتنا فائدہ توضرور ہوا کہ مولانا کھنڈیلوی کو اب ''روی،، کے فعل معروف ہونے پر اصرار نہ رہا۔ چنانچہ اپنے گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں : ''وأنا الآن أسلم أن لفظ روى يمكن أن يكون مجهولا كما قلتم، لكن ہذا الأمر مرجوع عندي، والرجح عندي ما قلت،،.

(4) ہم نے استفتاء کے جواب کے آخر میں تنبیہ کے زیر عنوان لکھا تھا کہ نسخ مطبوعہ میں یہ عبارت : ''حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن زياد بن ابي الجعد عن وابصة قال،، بے اصل ہے، نساخ کی

غلطی سے اس کا اضافہ ہوگیا ہے۔ اس بناء پر ہمارا دعویٰ تھا کہ عمرو بن مرہ نے اس حدیث کو صرف ایک طریق (وہی طریق ہلال بن یساف عن عمرو بن راشد عن زیاد عن وابصة) سے روایت کیا ہے۔ اور جامع ترمذی میں ان کی روایت کے دوطریق نہیں ہیں جیسا کہ مولوی انورشاہ مرحوم صاحب العرف الشذی نے سمجھا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وابصہ بن معبد کی حدیث جامع ترمذی میں دوطریق سے مروی ہے۔

عبارت مذکورہ کے بے اصل ہونے کا قرینہ ہم نے یہ لکھا تھا کہ ترمذی کے تین صحیح نسخے جن میں سے دو قلمی ہیں اس سے زیادہ سے خالی ہیں۔

مولانا کھنڈیلوی کے تعاقب سے یہ ظاہر ہوا کہ وہ اس زیادۃ کو صحیح سمجھتے ہیں اور درحقیقت ان کی ساری تقریر اور غلط فہمی کی بنیاد یہ زیادۃ ہے۔ مولوی انورشاہ مرحوم نے بھی اس مقام کی تقریر اسی عبارت کی روشنی میں کی ہے اور بلاشبہ مولانا کھنڈیلوی نے انہیں کے تقلید کی ہے گو آخر میں قصداً یا بلاقصد بسبب عدم فہم کے ان کا خلاف کرگئے۔ واللہ اعلم۔

ہم نے تعاقب کے جواب میں اس عبارت کے غلط ہونے کا دوسرا قرینہ یہ ذکر کیا تھا کہ : اصحاب کتب رجال نے عمرو بن مرہ کو زیادۃ بن ابی الجعد کے تلامذہ میں اور زیاد کو عمرو بن مرۃ کے شیوخ میں ذکر نہیں کیا ہے اگر کسی کو اس پر اصرار ہے کہ عمرو بن مرۃ نے یہ حدیث زیاد سے روایت کی ہے اور وہ ان کے تلمیذ ہیں تو اس پر دلیل پیش کرے۔ مولانا سامرودی بھی اس عبارت کو صحیح سمجھتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ترمذی نے حدیث عمرو بن مرۃ کو دوطریق سے بیان کیا ہے پھر ہمارے بیان کردہ قرینہ کی یوں تردید کرتے ہیں :

''عمرو بن مرۃ کے زیاد سے روایت کرنے میں تردید کیا جاتا ہے کہ عمرو کا زیاد کے تلامذہ کے فہرست میں ذکر نہیں، لیکن عدم ذکر عدم کو مستلزم نہیں۔ عمرو بن مرۃ کے صغار تابعین سے ہونے اور ان کے سالم بن ابی الجعد سے روایت کرنے میں شبہ نہیں۔ زیاد سالم کے بھائی ہیں اس لیے عمرو بن مرہ کا زیاد سے روایت کرنا مستبعد نہیں ہے،،۔

مولانا سامرودی سے شاید یہ امر مخفی ہے کہ عدم ذکر الشئ لایستلزم عدمہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے بعض ایسی صورتیں بھی ہیں کہ وہاں عدم ذکر شئی اس شئی کے عدم کی دلیل وقرینہ ہوتا ہے۔ مثلاً : ذکرونقل کے دواعی و مقتضیات موجود ہوتے ہوئے ذکر نہ کرنا اور نقل سے سکوت اختیار کرنا دلیل ہے اس شے کے عدم وجود کی۔ وہذا لایخفی علی من لہ نظر فی کتب الاصول۔ تمام اصحاب کتب رجال حدیث کا زیاد بن ابی الجعد کے دوہی تلمیذ عبید اور ہلال بن یساف کے ذکر کرنے پر اقتصار کرنا اور ''وغیرھما،، یا ''آخرون،، یا ''جماعۃ،، آخر میں نہ لکھنا صریح اور قوی قرینہ ہے اس امر کا زیاد سے کوئی تیسرا شخص روایت نہیں کرتا۔ عمرو بن مرۃ کو یا دہ کا تلمیذ قرار دینے کی بنیاد اس دنیا میں صرف ترمذی کی یہ عبارت مبحوث عنہا ہے اور بس۔ مولانا سامرودی نے اس دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں پیش کی، صرف یہ لکھا کہ عمرو بن مرۃ تابعی صغیر ہیں اور زیاد کے بھائی سالم سے روایت کرتے ہیں اس لیے ان کا زیاد سے روایت کرنا مستبعد نہیں ہے۔

عرض یہ ہے کہ یہاں صرف امکان واحتمال اور عدم استبعاد کا دعویٰ کافی نہیں ہوسکتا۔ نقل صریح اور کتب رجال سے اس کی تصدیق کی ضرورت ہے، صرف یہ کہہ دینا مخالف کے نزدیک کوئی وزن نہیں رکھتا چوں کہ عمرو ایک بھائی سے روایت کرتے ہیں اس لیے بعید نہیں کہ دوسرے بھائی بھی روایت کرتے ہوں، ورنہ جہاں دو بھائی راوی حدیث ہوں

وہاں تلمذ کے ادعا کے لیے یہ کہنا صحیح ہونا چاہیے کہ چوں کہ فلاں شخص فلاں کا تلمذ ہے اس لیے بعید نہیں کہ وہ اس کے بھائی کا بھی تلمذ ہو۔ لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے کسی محدث نے اس طرح تلمذ اور تحمل حدیث واخذ روایت کا اثبات نہیں کیا ہے۔ عبداللہ العمری اوران کے بھائی عبیداللہ دونوں رواۃ حدیث میں سے ہیں۔ مولانا بتلائیں کہ ان دونوں کے درمیان کتنے تلامذہ میں اشتراک ہے؟

مولانا کھنڈیلوی اپنے مکتوب میں ہمارے پیش کردہ پہلے قرینے پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس عبارت کے تین قلمی نسخوں میں نہ ہونے سے یہ سمجھنا کہ یہ عبارت غلط ہے صحیح نہیں۔ لأن عدم الذکر لایستلزم عدم ذکرہ (؟) و نیز ترمذی کے نسخے متعدد ہیں اگر کسی نسخے میں زیادتی اس سند کی نہیں ہوئی تو یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ زیادۃ خطا ہے۔ والمثبت مقدم علی النافی۔

عرض یہ کہ نسخوں کے اختلاف کے موقع پر ہر زیادۃ کے متعلق ہم نے یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں بیان کیا ہے کہ جو عبارت ان تین نسخوں میں نہ ہوگی وہ خطا اور بے اصل ہوگی ولا یدعی ذلک إلا مجنون، زیادات مختلف قسم کی ہوتی ہیں اس لیے ان کے احکام بھی مختلف ہوتے ہیں۔ یہاں ایک خاص زیادۃ کے بارے میں بحث ہورہی ہے، یعنی: ایسی زیادۃ کے متعلق جس کے بے اصل ہونے پر کئی قرینے موجود ہیں، اس لیے ہمارے نزدیک اس کا غلط ہونا متعین ہے والمثبت إنما یقدم علی النافی، إذا کان فی قوۃ النافی وفی مرتبۃ أو أقوی منہ، لا إذا کان دونہ، والنسخ المطبوعۃ من طبعات الھند ومصر، لا تساوی النسخ الخطیۃ المصححۃ التی ذکرھا الشیخ أحمد محمد شاکر فی تعلیقہ علی الترمذی، وکذا یقدم المثبت، إذا لم تقم قرینۃ تقتضی تقدیم النافی وترجیحہ، وھاھنا قد وجدت قرائن تقتضی کون الزیادۃ المذکورۃ خطأ، فقدمنا ھاھنا النسخ الثلاثۃ المصححۃ علی النسخ المطبوعۃ۔

آج ہم اس عبارت کے خطا ہونے پر اور عمرو بن مرۃ کے زیاد سے حدیث نہ روایت کرنے پر تیسری دلیل پیش کررہے ہیں۔ امید ہے دونوں مولانا غور فرمائیں گے۔

تتبع کے بعد کتب حدیث کے سولہ قسمیں نکلتی ہین ان میں سے ایک قسم ''اطراف،، بھی ہے اس کا معنی اور مفہوم اہل علم سے مخفی نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ''اطراف،، میں ہر ہر حدیث کے اس قدر ٹکڑے کے ذکر کرتے ہیں جو اس کے باقی حصے پر دلالت کرے اوران کی تمام سندوں کی استیعاباً مخصوص کتابوں کے ساتھ مقید ومخصوص کرکے جمع کردیتے ہیں۔ ہمارے سامنے اس وقت حافظ جمال الدین المزی کی ''اطراف،، ہے۔ انہوں نے مسند وابصہ میں حضرت وابصہ کی اس حدیث کے ترمذی سے دوہی طریق نقل کیے ہیں:

(1) محمد بن بشار عن غندر عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ہلال بن یساف عن عمرو بن راشد عن وابصۃ

(2) ہناد عن أبی الأحوص عن حصین عن ہلال بن یساف عن زیاد عن وابصۃ

معلوم ہوا کہ مزی کے سامنے جامع ترمذی کا جو معتمد نسخہ اس میں اس حدیث کی صرف دوہی سندیں مذکور تھیں۔ تیسری کوئی سند مذکور نہیں، یعنی: عبارت مبحوثہ عنہا جس سے ایک تیسری سند ''عمرو بن مرۃ عن زیاد عن وابصۃ، کا ثبوت ہوتا ہے موجود نہیں تھی۔

اگر جامع ترمذی میں یہ حدیث اس تیسری سند سے مروی ہوتی تو حافظ مزی اس کو ضروی نقل کرتے، اور اگر بالفرض مزی سے یہاں تسامح ہوگیا ہے تو حافظ ابن حجر اپنی ''نکت،، میں اس پر ضرور تنبیہ فرماتے۔ لیکن حافظ نے اس مقام کو ''نکت،، میں چھوا تک نہیں۔ معلوم ہوا کہ حافظ کے نزدیک بھی ترمذی میں یہ حدیث کل دوہی سندوں سے مروی ہے۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ عمرو بن مرۃ کا زیاد بن ابی الجعد سے حدیث روایت کرنا ثابت نہیں اور جو شخص اس کا دعویٰ کرتا ہے بے بنیاد دعویٰ کرتا ہے۔ حافظ مزی کی ''اطراف،، کی اصل عبارت درج ذیل ہے:

''دت ق،،

حدیث: أن رسول اللہ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رأی رجلاً یصلی خلف الصف وحدہ، فأمرہ أن یعید (د) فی الصلاۃ (101) عن سلیمان بن حرب وحفص بن عمر، کلاھما عن شعبۃ، عن عمرو بن

مرة، عن ہلال بن يساف ، عن عمرو بن راشد، عن وابصة به

ت فيه (الصلاة56 :2) عن محمد بن بشار، عن غندر، عن شعبة به و[76]-(56 :1) عن ہناد، عن أبي الأحوص، عن حصين، عن ہلال بن يساف قال : أخذ زياد بن أبي الجعد بيدي - ونحن بالرقَّة، فقام بي على شيخ يقال له : وابصة، فقال زياد : حدثني ہذا الشيخ - والشيخ يسمع : أنّ رجلاً صلى ... فذكر معناه وقال حسن، وقد روى غير واحد حديث حصين عن ہلال مثل رواية أبي الأحوص عن زياد واختلف أہل العلم فی ہذا فقال بعضهم : حديث عمرو بن مُرّة أصح وقال بعضهم : حديث حصين أصح، وہو عندي أصح من حديث عمرو، (ہہنا بياض والظاہر أنہ سقط ہہنا لفظ : لأنہ) لأنَّہ قد رُوي من غير وجه حديث ہلال، عن زياد، عن وابصة

ق فيه (الصلاة93 :2) عن أبي بكر بن أبي شيبة، عن عبد الله بن إدريس، عن حصين، عن ہلال بن يساف وقال : أخذ بيدي زياد ... فذكره - وليس فيه أخبرنی ہذا الشيخ كأن ہلالاً رواه عن وابصة نفسه (تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف للمزی).

(کتب خانہ خدا بخش خان بانکی پور، پٹنہ)

اس عبارت میں ''قدروی عن غیروجہ حدیث ہلال عن زیاد ''الخ ہے اورزیلعی میں ''من غیر وجہ عن ہلال عن وابصۃ،، الخ ہے۔ اورترمذی کے موجودہ نسخوں میں ''قدروی من غیر حدیث ہلال عن زیاد،، الخ ہے ولاتخالف بینہا وہذالایخفی علی من رزقہ اللہ فہما صحیحا۔

(مصباح بستی ج :2،ش :12ذی القعدہ 1372ھ)

نمازی کے آگے سے گزرنا عرضا یعنی : دائیں سے بائیں سے دائیں جانا منع ہے۔ اس کے دائیں بائیں پہلو سے جاکراس کے آگے کھڑا ہوجانا یا وہاں جاکر بیٹھ جانا یا اس کے آگے بیٹھنا ہوا ہو تو وہاں سے اٹھ کر اور آگے چلا جانا وہاں سے اٹھ کر اس کے دائیں یا بائیں پہلو آجانا اس کی ممانعت صراحتہ کسی حدیث میں نہیں ہے، لیکن اس میں ہے ایسا کرنے سے بھی پرہیز کیا جائے۔ (محدث بنارس شیخ الحدیث نمبر)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 274

محدث فتویٰ